قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 18 مارچ 2020ء 22 رجب 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 67

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَبِمَا رَحۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَہُمۡ ۚ وَ لَوۡ کُنۡتَ فَظًّا غَلِیۡظَ الۡقَلۡبِ لَانۡفَضُّوۡا مِنۡ حَوۡلِکَ فَاعۡفُ عَنۡہُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ وَ شَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴿۱۶۰﴾

(اٰل عمران:160)

ترجمہ: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

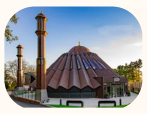

فرمان خلیفہ وقت

نمائندگان شوریٰ کے فرائض

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’میں نمائندگان سے ... چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ شوریٰ کی نمائندگی ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی جب شوریٰ کا نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے تو اس کی نمائندگی اگلی شوریٰ تک چلتی ہے جب تک نیا انتخاب نہیں ہو جاتا۔ صرف تین دن یا دو دن کے اجلاس کے لئے نہیں ہوتی۔ شوریٰ کے نمائندگان کے بعض کام مستقل نوعیت کے اور عہدیداران جماعت کے معاون کی حیثیت سے کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے مستقلاً اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔تو...جماعت کو اپنے نمائندے ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جو ان کے نزدیک ایک تو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔ہر میدان میں ہر ایک ماہر نہیں ہوتا، کوئی کسی معاملے میں زیادہ صائب رائے رکھنے والا ہوتا ہے یا مشورہ دے سکتا ہے، کوئی کسی معاملے میں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ عبادت گزار ہونا چاہئے اور حقیقی عبادت گزار ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرےاور جہاں قرآن اور سنت کے مطابق واضح ہدایات نہ ملتی ہوں وہاں وہ اپنی سمجھ اور علم کو خدا سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جب نمائندگان کو افراد جماعت اس حسن ظنی کے ساتھ منتخب کرتے ہیں تو جو نمائندگان شوریٰ ہیں ان پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری کوادا کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24مارچ 2006ء)

اس شمارہ میں

● خدا کی صفت رحیمیت
● شوریٰ کے متعلق خلیفۂ وقت کےاقتباسات
● رپورٹ سوئٹزرلینڈ
● اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے جلوے
● ذہنی،اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا ہومیوپیتھی علاج

فرمانِ رسول ﷺ

مشورہ سے رُشد وہدایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:کہ جب آیت شَاوِرۡہُمۡ فِی الۡاَمۡرِ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری اُمّت کے لئے رحمت کا باعث بنایا ہے۔ پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد وہدایت سے محروم نہیں رہے گا۔ (شعب الایمان للبھیقی جلد 6 صفحہ 76)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

مشورہ کی اہمیت

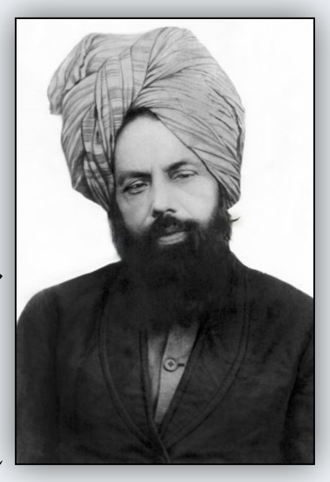

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’افسوس ہے کہ بعض لوگ پہلے مشورہ نہیں لیتے۔ مشورہ ایک بڑی بابرکت چیز ہے۔ اس پر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالی خود اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ مشورہ کیا کرے تو پھر دوسروں کے لئے یہ حکم کس قدر زیادہ تاکیدی ہوسکتا ہے۔ جو اللہ کا رسول نہیں ہے خود جس کو اللہ تعالی براہ راست بھی ہدایت دیتا ہے، ایسا شخص کیسے مشورہ سے احتراز کرسکتا ہے۔ آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ یا تو مشورہ پوچھتے ہیں یا پوچھتے ہیں تو پھر مانتے نہیں۔ یہ بات میرے تجربے میں بھی آئی ہے۔ یہ نامناسب حرکت ہے یا تو مشورہ لیا ہی نہ کریں لیکن جب مشورہ لیا کریں تو اس کو قبول کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا‘‘ تو پھر ایسی بات کی لوگ سزا بھی پاتے ہیں۔ ایسوں کے حالات سے زیادہ تر وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو عبرت حاصل کریں ۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 ص532)

’’خاتم النبییّن کا لفظ جو آنحضرت ﷺ پر بولاگیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خَاتَمُ الۡکُتُبۡ۔ اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔ کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت و شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہو ئی تھی۔ اور تمام مقامات کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے اور اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔آپؐ خاتم النبییّن ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 26)

دربارِ خلافت

نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ایک کافی بڑی تعداد عہدیداران کی نمائندہ شوریٰ بھی ہوتی ہے۔ وہ اگر کسی فیصلے پر عمل ہوتا نہیں دیکھتے تو اپنی عاملہ میں اس معاملے کو پیش کرکے اس پر توجہ دلائیں۔ نمائندگان شوریٰ چاہے وہ انتظامی عہدیدار ہیں یا عہدیدار نہیں ہیں اگر اس سوچ کے ساتھ کئے گئے فیصلوں کی نگرانی نہیں کرتے اور وقتاًفوقتاً مجلس عاملہ میں نتائج کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کا جائزہ نہیں لیتے تو ایسے نمائندگان اپنا حق امانت ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ اور اگر یہاں اس دنیا میں یا نظام جماعت کے سامنے، خلیفۂ وقت کے سامنے اگر بہانے بنا کر بچ بھی جائیں گے تو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ ضرور پوچھے جائیں گے جو اپنی امانتوں کا حق ادا نہیں کرتے۔پس اس اعزاز کو کسی تفاخر کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر باوجود توجہ دلانے کے پھر بھی مجلس عاملہ یا عہدیداران توجہ نہیں دیتے اور اپنے دوسرے پروگراموں کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور شوریٰ کے فیصلوں کو درازوں میں بند کیا ہوا ہے، فائلوں میں رکھا ہوا ہے تو پھر نمائندگان شوریٰ کا یہ کام ہے کہ مجھے اطلاع دیں۔ اگر مجھے اطلاع نہیں دیتے تو پھر بھی امانت کا حق ادا کرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس وجہ سے مجرم بھی ہیں...پھر شوریٰ کے نمائندگان اور عہدیداران کو چاہے وہ مقامی جماعتوں کے ہوں یا مرکزی انجمنوں کے ہوں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت کی نظر میں آپ جماعت کا ایک بہترین حصہ ہیں جن کے سپرد جماعت کی خدمت کا کام کیا گیا ہے۔ اور آپ لوگوں سے یہ امید اورتوقع کی جاتی ہے کہ آپ کا معیار ہر لحاظ سے بہت اونچا ہو گا اور ہونا چاہئے۔ چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہو، عبادت کرنے کی طرف توجہ دینے کے بارے میں ہو، یا بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہو،یا خلیفہ وقت سے تعلق اور اطاعت کے بارے میں ہو۔اس لئے نمائندگان اور عہدیداران کواس لحاظ سے بھی اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ وہ کس حد تک اپنی عبادتوں کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں...پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جو دو تین دن شوریٰ کے لئے آتے ہیں...

ان میں صرف یہی نہیں کہ ان دنوں میں ہی... نمازیں پڑھنی ہیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے بلکہ ہر نمائندے کو،ہر عہدیدار کو،باقاعدہ نماز باجماعت کا عادی ہونا چاہئے۔ خود اپنے جائزے لیں،اپنا محاسبہ کریں، دین کی سربلندی کی خاطر آپ کے سپرد بعض ذمہ داریاں کی گئی ہیں۔ اگران میں دین کے بنیادی ستون کی طرف ہی توجہ نہیں ہے تو خدمت کیا کریں گے اور مشورے کیا دیں گے۔ جو دل عبادتوں سے خالی ہیں ان کے مشورے بھی تقویٰ کی بنیاد پر نہیں ہوسکتے...

ایک بات میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، شوریٰ کے ممبران کے لئے دوبارہ یاددہانی کروا رہا ہوں کہ شوریٰ کی بحث کے دوران جب اپنی رائے دینا چاہتے ہیں تو رائے دینے سے پہلے اس تجویز کے سارے اچھے اور برے پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے اپنی رائے دیں نہ کہ کسی دوسرے کی رائے دینے والے کے فقرہ کو اٹھا کر جوش میں آ جائیں۔ سمجھ بوجھ رکھنے والی شرط بھی اسی لئے رکھی گئی ہے کہ ہوش و حواس میں رہتے ہوئے رائے دیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اظہار رائے کے وقت کسی کے جوشِ خطابت سے متاثر ہو کر اس طرف نہ جھک جائیں۔ یا اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کی رائے سن کر اس پر صاد نہ کر دیں، اس کی بات نہ مان لیں۔ بلکہ رائے کو پرکھیں اور اگر معمولی اختلاف ہو تو بلاوجہ کج بحثی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر واضح فرق ہو، آپ کے پاس زیادہ مضبوط دلیلیں ہوں یا دوسرے کی دلیل زیادہ اچھی ہو تو ضروری نہیں وہاں کسی رائے دینے والے سے تعلق کا اظہار کیا جائے...پھر میں کہتاہوں کہ اپنی ذمہ داریوں کے احساس کو اجاگر کریں،اس کو سمجھیں اور خدا سے مدد مانگتے ہوئے شوریٰ کے دنوں میں اپنے اجلاس کے اوقات ... بھی اور فارغ اوقات ... بھی دعاؤں میں گزاریں۔ اور جب اپنی جماعت میں جائیں تو وہاں بھی آپ میں اس تبدیلی کا اثر مستقل نظر آتا ہو۔ یاد رکھیں کہ ہوشیاری، چالاکی یا علم سے نہ احمدیت کا غلبہ ہونا ہے، نہ کوئی انقلاب آنا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی تبدیلی پیدا ہونی ہے تو وہ دعاؤں سے اور تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے ہونی ہے جواللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہو گی...اللہ سب کو تقویٰ کی راہوں پر چلاتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو اداکرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین‘‘

(خطبہ جمعہ 24مارچ 2006ء)

ہم پہ فضلِ خدا

ہم پہ فضلِ خدا ہر قدم پر ہوا
ہم کو حاصل خلافت کا سایہ ہوا
جاوِدانی بہاروں کا موسم کھلا
گلشنِ دینِ احمد ہے مہکا ہوا
نصرتوں کے نظاروں کے شاہد ہیں ہم
اور عُدُو ہر قدم پر شکستہ ہوا
عصرِ حاضر میں وحدت خلافت سے ہے
یہ جہاں میں اَماں کا سفینہ ہوا
راہبر ہے ہمارا ، وہ شیرِ خدا
جو ہے تختِ مسیحا کا وارث ہوا
ہم خدا کے خلیفہ کے تابع ہوئے
جس کی طاعت کا عہد ہے باندھا ہوا
اُس کی خاطر فرشتے محافظ ہوئے
اُس کا حامی خدا ہر قدم پر ہوا

عطاء الحیّ ناصر۔لندن

اے شاہِ جہاں آقا

میری ہیں لغزشیں اتنی کروں کیسے بیاں آقا
بتانے سے لرزتی ہے میری نادم زباں آقا
تیرے دیدار کی حسرت لئے پھرتا ہوں سینے میں
تیری نصرت کا طالب ہوں تُو سُن اے مہرباں آقا
میں تیری خاکِ پا ہوتا تو کتنا شادماں ہوتا
مگر میں جانتا ہوں تُو کہاں اور میں کہاں آقا
ہر اک تری نگاہ جمتی ہے پیارے تیرے چہرے پر
امیدیں تجھ سے باندھے ہے جہاں کا کارواں آقا
یہ الفت ہے تیری آقا رُلاتی ہے مجھے ہر دم
تیرے عشاقِ صادق کا بھی تُو ہے قدرداں آقا
تیری ہی روشنی سے جگمگا اُٹھا جہاں سارا
جماعت انبیاء بھی ہے تری ہی کہکشاں آقا
نرالی شان ہے تیری نرالے تیرے جلوے ہیں
حبیبِ کبریا تُو ہے تُو ہے شاہِ جہاں آقا
زماں سارے ہی ہیں محتاج یاں تیری شفاعت کے
منیر بے نوا کو بھی عطا کر تُو اَماں آقا

منیؔر باجوہ

نوید احمد انجم

خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت ہستی باری تعالیٰ کی زندہ دلیل!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
(البقرہ: 187)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

(اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

دورِحاضر میں جس طرح دنیاوی علوم میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے ویسے ہی شیطانی حملوں کی یلغار انسانی زہنون میں شدت اختیار کرتی جارہی ہےاور آج کل کا تعلیم یافتہ طبقہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی زندہ دلائل کا متلاشی ہے۔اور صدہا زندہ دلائل میں سے ایک زندہ دلیل خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت ہے جو کہ روز اوّل سے آج تک بغیر کسی مذہب کی تمیز کے اپنے نشانات سے خدا کی ہستی پر ایک روشن دلیل ہے۔ خداتعالیٰ کی صفت رحیمیت کے چند زندہ واقعات پر نظر ڈال کر دیکھتے ہیں کہ کس طرح خدا نے مانگنے پر اپنی خدائی کا جلوہ دیکھایا اور اس کا جواب دیا جس پر دیکھنے والوں کی عقل دنگ رہ گئی۔اور وہ کرشمہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھے جو بظاہر دنیاوی اسباب سے ناممکن نظر آتے تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص مسجد نبویؐ ممبرکے پاس والے دروازے سے داخل ہوا۔رسولﷺ اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے ۔اُس شخص نے حضورؐ کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہا یا رسول اللہ! مویشی مر رہے ہیں،راستہ مخدوش ہیں ۔آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم پر بارش برسائے ۔اس پر حضورﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اَسۡقِنَا۔راوی بیان کرتے ہیں اس وقت آسمان پر کوئی بادل یا بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا کہ اچانک سَلَعَ پہاڑی کے پیچھے سے ایک بدلی نمودار ہوئی جو آسمان کے وسط میں آکر پھیل گئی اور بارش برسانے لگی پھر مسلسل 6 دن تک سورج نہ دیکھا۔پھروہ شخص اگلے جمعہ حاضر ہوااور بارش رکوانے کی درخواست کی جس پر حضورﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی راوی بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کا دعا کرنا تھا کہ بارش ختم ہو گئی اور جب جمعہ پڑھ کر نکلے تو دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستسقاء فی المسجد الجامع)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقہ الوحی روحانی خزائن جلد 22 میں خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کا ایک واقعہ زیادت ایمان کے لئے لکھا ہوا ہے جو درحقیقت احیائے موتیٰ میں داخل ہے ۔اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

ایک دفعہ عبدالکریم ولد عبدالرحمن نامی طالب علم قادیان تعلیم کے حصول کے لئے آیا جس کو ہلکایا کتا کاٹ گیا ۔اور باوجود بہت علاج کروانے کے آثار دیوانگی کے اس میں ظاہر ہونا شروع ہو گئے جس پر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ اب اس نوجوان کی زندگی بچ نہیں سکتی ۔جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اُس کے لئے خارق عادت توجہ پیدا ہوئی اور آپؑ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور لڑکا چند دنوں میں بالکل صحتیاب ہو گیا۔

میڈیکل کی فیلڈ سے وابستہ احباب بخوبی جان سکتے ہیں کہ ایسا واقعہ نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ بعد میں ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحیمیت کا نظارہ دکھاتے ہوئے اپنی ہستی کا ایسا ثبوت دیا جو کہ دیکھنے والوں کے لئے ایمان میں اضافہ کا مؤجب بھی ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قبولیت دعا کے متعلق فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبو ل ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دُعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بنسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 334)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی قبولیت دعا اور خدا کی صفت رحیمیت کے متعلق ایمان افروز واقعہ ملتا ہے۔محترم چودھری غلام محمد بی اے کابیان ہے کہ 1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار8روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی ۔ اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

(حیات نور صفحہ 440،441)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک اور ایمان افروذ اور خدا کی آپ سے محبت کا دلچسب واقع ملتا ہے۔

حضرت حکیم محمد صدیق کی روایت ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ ’’ایک دفعہ تین ساتھیوں کے ساتھ ہم راستہ بھول گئے اور کہیں دور نکل گئے کوئی بستی نظر نہیں آتی تھی۔ میرے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس نے سخت ستایا توان میں سے ایک نے کہانورالدین جو کہتاہے کہ میراخدامجھے کھلاتا پلاتا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح کھلاتاپلاتاہے۔ فرمایاکرتے تھے میں دعاکر نے لگا۔ چنانچہ جب ہم آگے گئے توپیچھے سے زور کی آواز آئی۔ ٹھہرو! ٹھہرو!جب دیکھا تو دو شتر سوار تیزی کے ساتھ آرہے تھے جب پاس آئے توانہوں نے کہاہم شکاری ہیں۔ ہرن کا شکارکیاتھا اورخوب پکایا گھر سے پراٹھے لائے تھے۔ ہم سیر ہوچکے ہیں اور کھانا بھی بہت ہے آپ کھالیں چنانچہ ہم سب نے خوب سیر ہوکر کھایا۔ ساتھیوں کو یقین ہوگیاکہ نورالدین سچ کہتاتھا۔‘‘ فرمایاکرتے تھے کہ ’’اللہ تعالیٰ کا نورالدین کے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تیری ہر ضرورت کو پورا کروں گا کیا کوئی بادشاہ بھی یہ دعویٰ کرسکتا ہے؟‘‘

(حیات نور صفحہ 167)

اسی طرح خدا کی صفت رحیمیت کے تحت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ایک قبولیت دعا کا واقعہ ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح خدا اپنے بندے کی پکار کا جواب دیتا ہے جو کہ خدا کی ہستی پر بھی ایک زندہ دلیل ہے۔

محمد احمد ملک الفضل انٹرنیشنل 1998ء میں اپنے شائع شدہ ایک مضمون میں حضرت مصلح موعود علیہ السلام کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ڈھاکہ کے ایک دوست فیض عالم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھا اور عرض کی کہ ان کی اہلیہ لاعلاج نسوانی مرض میں مبتلا ہے باوجودعلاج کروانے کہ مرض بڑھتا ہی جارہا ہے حتّٰی کہ زندگی سے بھی مایوسی ہو گئی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خدا کے حضور دعا کی اور جواب دیا کہ ’’اچھی ہو جائے گی‘‘۔اس دوران ان کی اہلیہ نے خواب میں حضرت مصلح موعود علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’’دعا کو دوا کے طور پر استعمال کرتی جاؤ‘‘۔چناچہ باوجود لاعلاج مرض کے شفا بھی ہوئی اور اولاد بھی۔

(الفضل انٹرنیشنل 1998ء)

اب اس واقعہ سے بھی خدا کہ ہستی کا ثبوت ملتا ہے کہ کس طرح جب تمام دنیاوی حربے بے سود ہو گئے اور نا امیدی کے اندھیرے منڈلانے لگے تب خدا نے اپنی صفت المجیب کا نظارہ دیکھاتے ہوئے زندگی میں اُجالا بھی پیدا کیا اور حق کے سچے طالبوں کو اپنی ہستی کا ثبوت بھی دیا۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے قبولیت دعا کا حسین واقعہ پیش ہے۔

میاں محمد اسلم پتو کی لکھتے ہیں:

’’خاکسار11نومبر1963ءکواحمدی ہوا اور9،اپریل1965ء کو خاکسار کی شادی ہوئی۔ بارہ سال تک خاکسار کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تمام رشتہ دار غیر احمدی تھے اور مخالفت کرتے تھے۔ وہ تمام اور گاؤں والے بھی یہی کہتے کہ چونکہ یہ قادیانی ہو گیا ہے لٰہذا یہ ابتر رہے گا (نعوذباللہ)۔ خاکسار نے اس تمام عرصہ میں ہر قسم کا علاج کروایا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ دوسری طرف م یری بیوی بھی رشتہ داروں کے طعنے سن کر میری دوسری شادی کرنے پر رضا مند ہو گئی۔

اس اثنا میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر درخواست دعا کی کہ خدا تعالیٰ اولاد سے نوازے۔حضورؒ نے خط کے جواب میں فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا۔‘‘حضور کی اس دعا کی برکت سے اب میرے چار لڑکے ہیں۔ تمام لوگ حیران ہیں کہ یہ اولاد کس طرح ہو گئی حالانکہ لیڈی ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خاکسار اس کے جواب میں اپنے غیراحمدی رشتہ داروں کو یہی کہتا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا زندہ نشان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعا کی برکت سے دیا۔‘‘

(ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل ،مئی1983ءصفحہ293,292)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک بچپن کا قبولیت دعا کا واقعہ ملتا ہے جو صفت رحیمیت پر دلالت کرتا ہے کتاب ’’ایک مرد خدا‘‘میں یوں ملتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ اپنے اہل و عیال سمیت قادیان واپس آرہے تھے۔ راستہ میں پتہ چلا کہ گاڑی کا پٹرول ختم ہونے کو ہے اور اب قادیان تک راستہ میں کوئی پٹرول پمپ بھی نہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بچوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آؤ سب مل کر دعا کریں کہ اللہ اپنے خاص تصرف سے اس مشکل کو راستہ کی روک نہ بنائےاور ہمیں قادیان پہنچا دے اور جس کی دعا قبول ہوئی اس کو 2 گیلن پٹرول اور کار کے استعمال کی اجازت دے دوں گا۔جس پر کمسن طاہر احمد (حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ) مسلسل قادیان پہنچنے تک دعا میں مشغول رہے یہاں تک کہ کار محض خدا کے فضل سے اور بغیر کسی دنیاوی اسباب کے قادیان پہنچ

گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وعدہ کے مطابق بطور انعام کمسن طاہر احمد (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کو 2 گیلن پٹرول اور کار کے استعمال کی اجازت دی۔

اسی طرح مولانا غلام رسول راجیکی اپنی قبولیت دعا کااورخدا کی صفت رحیمیت پرایک ایمان افروز اور دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے چوہدری اللہ داد کو جو ابھی احمدیت سے مشرف نہ ہوئے تھے مسجد کی دیوار کے ساتھ سخت دمہ کے مرض میں مبتلا بیٹھے دیکھا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ 25 سال پرانا مرض ہے اور بہت علاج کروانے کے بعد ڈاکٹرز نے اس مرض کو لاعلاج قرار دے دیا ہے۔جس پرمولانا صاحب نے فرمایا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی بیماری کو لا علاج قرار نہیں دیا''اور آپؒ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور دعا کر کے دم کیا اور وہ اس بیماری سے شفا یاب ہوئے اور بعد میں 15 برس تک زندہ رہے اور احمدیت بھی قبول کر لی۔

محترم مولانا عبدالمالک خان سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے بیان کیا کہ آپ کراچی میں بطور مربی تعینات تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک صاحب کو آپ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھجوایا کہ ان صاحب کو حج پر بھجوانے کا انتظام کریں۔ ان دنوں حج پر جانے کے لئے بحری جہاز کے ذریعہ سفر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ متعلقہ دفتر میں حاضر ہوئے۔ اپنا مدعا بیان کیا تو آپ کو بتایاگیا کہ بحری جہاز کی تمام سیٹیں بک ہو چکی ہیں بلکہ 20 مسافر چانس پر بھی بکنگ کرواچکے ہیں۔ اس لئے درخواست دینے کاکوئی فائدہ نہیں ہے۔ مولانا صاحب نے متعلقہ افسر سے درخواست کی کہ جیسے آپ پہلے 20 زائد درخواستیں لے چکے ہیں ایسے ہی ایک اور درخواست لے لیں۔ آپ کے اصرار پر جب آپ کے ساتھی کی حج پر جانے کی درخواست جمع ہوچکی تو آپ نے کہا کہ اور فرد حج پر جائے یا نہ جائے مگر یہ شخص ضرورحج پرجائے گا کیونکہ اس کو حج پر بھجوانے کے لئے خلیفہ وقت نے بھجوایا ہے۔ اگر آپ اس کو حج پر بھجوانے میں مدد دیں گے تو خدا آپ کو بھی برکتوں سے نوازے گا۔ پھر روانگی کے دن آپ کو فون آیا کہ بحری جہاز روانہ ہونے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ ایک مسافر اچانک بیماری کے باعث سفر نہیں کر سکتا۔ چانس پر ٹکٹیں لینے والے دیگر لوگ دور ہیں اس لئے آپ کے لئے موقع ہے اگر ایک گھنٹے کے اندر آپ اپنے ساتھی کو بندرگاہ پر لے آئیں تو وہ حج پر جاسکتا ہے۔ آپ تو پہلے ہی اس یقین کے ساتھ تیار بیٹھے تھے کہ خلیفہ وقت کا بھجوایاہوا شخص ضرور حج پر جائے گا۔ چنانچہ آپ نے موصوف کو فوراً بندرگاہ پہنچایا جو خلیفہ وقت کی توجہ اور دعا کی وجہ سےحج کے لئے روانہ ہوگئے۔ جو کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا۔

(ماہنامہ ''النور'' مئی 2009ء)

ان چند واقعات سے جہاں صفت رحیمیت کے تحت خدا کی ہستی اور دعاؤں کے سننے پر زندہ دلیل ملتی ہے وہاں ہمیں اس بات کی طرف بھی رہنمائی ملتی ہے کہ خواہ دنیاوی اسباب جتنے بھی ترقی کر جائیں مگر آخرخدا کا فضل ہی افضل ہے اور سب سے مقدم کسی کام کے کرنے میں دعاؤں کے زریعہ خدا کا فضل تلاش کرنا چاہئے اور پھر دنیاوی اسباب اختیار کرنے چاہئے تاکہ کامیاب ہو سکیں ۔

******

بقیہ از ص 10۔ہومیوپیتھی

ہو جاتی ہے اور وہ قتل تک کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے''

(صفحہ 111)

*حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک اہم ہومیو دوائی کیمومیلادینے کے لئے مریض کی پہچان اور اس میں پائی جانے والی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''کیمومیلا(Chamomilla) کے مزاج کی یہ مستقل علامت ہے کہ ا س کے مریضوں میں فراخ دلی کی کمی ہوتی ہے۔ طبیعت میں کسی قدر خساست پائی جاتی ہے ۔ کسی دوسرے کی پرواہ نہیں کرتے ۔ نہ کسی کی تکلیف محسوس کرتے ہیں نہ کسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں ۔ لیکن ہر وقت اپنے معاملہ میں بے حد زودحس ہوتے ہیں۔ ہر وقت اپنی ذات سے چمٹے رہتے ہیں اور صرف اپنا ذاتی مفاد ہی پیش نظر رہتاہے ۔ دوسروں پر اچانک غصہ آنا بھی اسی مزاج کا حصہ ہے''

(صفحہ 271)

قارئین کوعلم ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام مریم تھا اور ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا ڈاکٹر ہوکر ڈاکٹر بنے ۔ان کی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ نے کمال شان سے پورا فرمایا ۔ اور آپ واقعی ابن مریم ثابت ہوئے ۔ آپؒ کے مسیحی انفاس سے ہزاروں لاکھوں مریضوں نے شفا حاصل کی ۔

خلافت سے پہلے بھی آپ نے ہومیوپیتھی علاج سے لوگوں کو مستفید فرمایا۔پھر جب خدا تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا اور اس کے خاص تائید اور رہنمائی آپ کو حاصل ہوئی تو آپ کے فیض کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہوگیا ۔ آپ نے لاکھوں لوگوں کو قریب سے دیکھا، ان کی اخلاقی اور روحانی اقدار پر آپ کی گہری نظر تھی اس لئے آپ کی رائے نہ صرف بحیثیت ایک ماہر ڈاکٹر ہونے کے بلکہ ایک عظیم روحانی پیشوا ہونے کے بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

*ہم پھر اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں ۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ ایک اور ہومیو دوائی ''آیوڈم'' (Iodum) سے متعلق مریضوں کے مزاج کی تشخیص کے سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں :

''اس میں شدید غصّے کے جذبات پید اہوتے ہیں ... اگر ایسے مریض کا بچپن میں آیوڈین سے علاج نہ کیا جائے تو بڑا ہو کرنہایت خطرناک مجرم بھی بن سکتاہے ۔ اور بغیر کسی محرک کے قتل وغارت میں ملوث ہو سکتاہے''

(صفحہ 469)

نکس وامیکا(Nux Vomica) دوائی میں بھی یہ خطرناک علامت پائی جاتی ہے کہ ا س کی مریضہ کے دل میں بے اختیار یہ خواہش ابھرنے لگتی ہے کہ وہ اپنے بچے کو آگ میں جھونک دے یا بے حد محبت ہونے کے باوجود خاوند کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ پھر وہ اس ارادہ سے سخت خوفزدہ بھی ہو جاتی ہے...اگر مریض کی دیگر علامتیں آیوڈین کا تقاضا کرتی ہوں تو یہ دوا بہت مفید ثابت ہوگی''۔

(صفحہ 470)

* ہومیو دوائی نکس وامیکا(Nux Vomica) کے مزاج کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا :

''نکس وامیکاکی ایک دلچسپ علامت یہ ہے کہ جو شخص بدطینت اور کینہ پرور ہو ، ہروقت دوسروں کی عیب جوئی کرتا رہے اور ان میں نقص تلاش کر نے کا عادی ہو تو نکس وامیکا اونچی طاقت میں دینے سے ایسے مریضوں کی ذہنی حالت درست ہونے لگتی ہے اور ان میں حسد کا مادہ کم ہو جاتاہے۔ لیکن ہر گز ضروری نہیں کہ نکس وامیکا کے ہر مریض میں حسد کا رجحان پایا جائے ''

(صفحہ 634)

* ایک اور دوا کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''ٹرنٹولا(Tarentulah)کا مریض عموماً یہ خیال کرتاہے کہ اس کی ہتک کی جارہی ہے جس کی وجہ سے وہ اندر ہی اندر کھولتا رہتاہے اور سکیمیں بناتاہے۔ اگر کوئی مریض چالاک ہو اور ساتھ کچھ پاگل بھی ہو تو اسے ٹرنٹولا اونچی طاقت میں دینا چاہئے۔ٹرنٹولا کا مریض بیار نہ بھی ہو تو ہر بیماری کا ڈرامہ رچا سکتاہے ''(صفحہ 793)

•...ایک اور سماجی اور اخلاقی خرابی کے سلسلہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

''سلفیورک ایسڈشراب کی پرانی عادت توڑنے کی بہترین دوا ہے ...ایک بڑے گلاس میں پانی میں خالص سلفیورک ایسڈ کا ایک قطرہ ملادینا چاہئے ۔اس پانی کو دن بھر تین خوراکوں میں ختم کر دینا چاہئے ...... دنیائے طب میں غالباً اس مرض کی اس سے بہتر کوئی دوا نہیں ''

(ایضاً صفحہ 790)

''سگریٹ کی عادت چھڑوانے کے لئے بھی حضورؒ اسی دوا کو تجویز فرماتے ہیں ''

(صفحہ 869)

* للیم ٹگ(Lillium Tig) نامی دوا کے بارہ میں آپؒ فرماتے ہیں :

''للیم ٹگ کامریض متشدد مذہبی خیالات کا مالک ہوتاہے ۔اگر وہ اذیت پسند اور ہسٹریائی مزاج بھی رکھتاہو تو یہ دوا اس لئے بہترین ہے''

(صفحہ 565)

* ایک اور اخلاقی بیماری کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''فلورک ایسڈ(Fluoric Acid)ایسے لوگوں کے لئے بہترین دوائی ہے جو جنسی بے راہروی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اپنے آپ کو بالکل بیکار اور ناکارہ کرلیتے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود بدنظری سے باز نہیں آتے اور نظربازی کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے لئے فلورک ایسڈ ،پکرک ایسڈ ،لائیکو پوڈیم اور سپیا اپنے اپنے مزاج کے مریضوں میں بہترین ثابت ہوتی ہیں''

(صفحہ 391)

* ایک اور اہم دوا ''نیٹرم میور''(Natrum Mur) کے بارہ میں فرماتے ہیں :

''نیٹرم میور کا مریض فرضی محبت میں مبتلا ہو جاتاہے ۔ بعض بوڑھی عمر کی عورتیں ایسی فرضی محبت میں مبتلا ہو جاتی ہیں ۔اگر محبت کا علاج دوا سے ممکن ہو تو ایسی عورتوں کا علاج نیٹرم میور سے ہو سکتاہے ''

(صفحہ 691)

* پلمبم(Plumbum Met) نامی دوا کے بارہ میں نہایت لطیف انداز میں فرماتے ہیں :

''پلمبم کے بارہ میں کہا جاتاہے کہ یہ دھوکہ دہی اور بے ایمانی کرنے والوں کے لئے شفا کا اثر رکھتی ہے۔ اگریہ بات درست ہے تو ساری دنیا میں کثرت سے استعمال ہونی چاہئے''

(صفحہ 679)

مندرجہ بالا ان چند نمونوں میں سے ہی قارئین کرام کو یہ اندازہ ہو گیاہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر وضاحت کے ساتھ بعض ذہنی ،اخلاقی اور روحانی بیماریوں کے لئے بعض مؤثر دوائیں تجویز کی ہیں ۔خاکسار کو اس بات کا بھی یقین ہے کہ حضور رحمہ اللہ کے بہت پیارے اور لطیف انداز بیان سے قارئین کرام کے ذہنوں میں ان مریضوں کے خاکے ضرور ابھر کر سامنے آئے ہوں گے۔ اور اپنے اردگرد کے ماحول میں ان سے ملتی جلتی شخصیتوں کے نمونوں سے ان کا واسطہ پڑا ہوگا ۔ اور وہ چاہ رہے ہوں گے کہ کسی طور سے ایسے مریضوں کی مدد کریں ۔ اب یہ خوشخبری ہے کہ ان ہومیو ادویات کی مدد سے آپ ان کے دکھوں کو دور کر سکتے ہیں۔انشاء اللہ ۔

چونکہ خاکسار کا تعلق ہومیو طریق علاج سے ہے اس لئے خاکسار کو علم نہیں کہ ہومیوکے علاوہ دوسرے طریق علاج میں بھی کس حد تک مریض کے مزاج اور ذہنی اور اخلاقی حالات کو مدنظر رکھ کر دواؤں کی تشخیص کی جاتی ہے ۔مگر امید ہے کہ دوسرے اطباء بھی حضرت مصلح موعودؓ کے اس ارشاد کو مدنظر رکھیں گے جس میں آپؓ فرماتے ہیں:

''تم لوگ یاد رکھو کہ روحانی امراض کے بعض ایسے علاج ہیں جو ڈاکٹروں کے ذریعہ ہو سکتے ہیں ۔ا س بات کو مدنظر رکھ کر تم اپنے طورپر کوشش میں لگے رہو اور اپنی تحقیقات سے ان لوگوں کی امداد کرو جن کی توجہ اس طرف ہو رہی اور جو اس کے لئے کوشش کررہے ہیں تاکہ دنیا میں ایک نیا انقلاب واقعہ ہو اور دنیا ایک قدم اور ترقی کرے ۔آمین''

(عرفان الٰہی صفحہ 37۔ 1919ء)

****

ابو سدید

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں

شوریٰ کی اہمیت ، اغراض ومقاصد،طریق کار اورنمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12مارچ 2004ء کے خطبہ جمعہ میں مجلس شوریٰ کی اہمیت ،اس کے اغراض ومقاصد ،طریق کار اور نمائندگان شوریٰ کی ذمہ داریوں کے بارہ میں قرآن مجید ،احادیث نبویہ اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کے حوالہ سے بڑی تفصیل کے ساتھ نہایت اہم ہدایات ارشاد فرمائیں۔ذیل میں اس خطبہ جمعہ کے بعض منتخب اقتباسات افادہ احباب کے لئے پیش ہیں۔

اور جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورے سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

(شوریٰ :39)

مندرجہ بالا آیت تلاوت کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا: جماعتوں کی طرف سے مجالس شوریٰ کے پیغام بھجوانے کا اظہار ہوتا ہے،اب یہ بہت مشکل ہو گیا ہے کہ براہ راست ایم ٹی اے پر ہر ملک کی مجلس شوریٰ کے لئے پیغام بھیجا جائے یا کچھ کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہرملک میں جماعتیں پھیل رہی ہیں، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا اب یہ سلسلہ کافی لمبے عرصے تک چلتا ہے۔ بہرحال آج کا خطبہ میں نے شوریٰ کے مضمون پر دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ جماعتیں اپنی اپنی مجالس شوریٰ کے موقع پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

شوریٰ کے متعلق چند بنیادی باتیں ہیں جو میں عرض کروں گا۔ علاوہ ممبران شوریٰ کے عمومی طور پر جماعت کے افراد کے لئے بھی ان کے علم میں لانا مناسب ہے کیونکہ اگر وقتاً فوقتاً اس کی اہمیت اور طریق کار کے بارے میں نہ بتایا جائے تو بعض پرانے تجربہ کار بھی بعض پہلو مجلس شوریٰ کی اہمیت کے بارے میں اور اس کے طریق کار کے بارے میں نظر انداز کر دیتے ہیں اور نئے آنے والے اور نوجوان پوری طرح اس کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے جس سے مجلس شوریٰ کا وقار اور تقدس بعض دفعہ متاثر ہوتا ہے۔

مشورہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر اور گہرے غور کے بعد دیا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ پہلے تو یہ وضاحت کر دوں کہ شَاوَرَ کا لفظ شَارَ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے شہد کے چھتے میں سے شہد اکٹھا کیا یا نکالا اور اس سے موم کو علیحدہ کیا اور شَاوَرَہٗ کا مطلب ہے کسی نے کسی سے مشورہ لیا، اس کی رائے لی وغیرہ۔ مشاورت کا اس لحاظ سے یہ مطلب بھی ہوا کہ جس طرح محنت اور احتیاط سے وقت لگا کر چھتے میں سے شہد نکالتے ہو اور اسے بعض ملونیوں سے صاف کرتے ہو، موم سے علیحدہ کرتے ہو تا کہ کھانے کے لئے خالص چیز حاصل ہو اسی طرح مشورے بھی سوچ سمجھ کر غور کرکے اس کا اچھا اور برا دیکھ کر پھر دیئے جائیں تو تب ہی یہ فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جہاں بھی مشورے ہوں اس سوچ کے ساتھ ہوں کہ ہر پہلو کو انتہائی گہری نظر سے اور بغور دیکھ کر پھر رائے دی جائے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نیکیوں کو قائم کرنے والوں کی، اپنے رب کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی یہ نشانی بتائی ہے ، ایک تو یہ لوگ نماز قائم کرنے والے ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، اس کے عبادت گزار ہیں اور پھر یہ کہ تمام قومی معاملات میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں، بات کو غور سے دیکھتے ہیں ،اس کے برے بھلے کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر مشورہ دیتے ہیں اور جب پھر ایک فیصلہ پر پہنچ جاتے ہیں تو جو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے، جو بھی استعدادیں دی ہیں ان کے مطابق وہ خرچ کرتے ہیں۔ مشورہ دینے کے بعد دوڑ نہیں جاتے بلکہ مشورے کے بعد اپنے قومی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک رائے پر پہنچ جاتے ہیں پھر عملدرآمد کروانے کے لئے اپنی پوری طاقتوں کو خرچ کرتے ہیں ۔ جب یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم نے اپنے اور اپنی بیوی بچوں کی تربیت کے لئے اور نیکیوں کو قائم کرنے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کے لئے عمل کرنا ہے تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پھر پوری طرح اس کام میں جُت جاتے ہیں اور جب یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فرستادے کا پیغام پہنچانا ہے تو پھر اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ دعوت الی اللہ بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کی ہمدردی کی خاطر خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ پہلے سے ہمت نہیں ہار دیتے کہ لوگوں نے سننا نہیں ہے دنیا دار لوگ ہیں اور فضول وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور پھر جب یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ قربانیاں کرنی ہیں کیونکہ یہ ہمارے عہدوں میں شامل ہے تو پھر جماعت کے مقاصد کے حصول کے لئے مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، اپنی جسمانی طاقتوں کو بھی اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اپنے علم کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بھی جماعتی مقاصد کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ غرض کہ ایسے لوگوں کے مشورے بھی نیکیاں قائم کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور مشورے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچنے پر تمام صلاحیتیں اور استعدادیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ مومن کا یہ فرض ہے، ایک تو خوب غور کرکے مشورہ دیں جب بھی مشورہ مانگا جائے، جب بھی مشورے کے لئے بلایا جائے اور پھر مشورے کے بعد ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جن کے بارے میں مشورہ دیا گیا تھا مکمل تعاون کریں بلکہ ممبران شوریٰ کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے ذمہ وار بنیں۔

حدیث میں آتا ہے حضرت ابو مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے یا اسے امین ہونا چاہئے۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب المستشار موتمن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے اس کے… بھائی نے کوئی مشورہ طلب کیا اور اس نے بغیر رُشد کے مشورہ دیا یعنی بغیر غور و خوض اور عقل استعمال کئے تواس نے اس سے خیانت کی ہے۔
(الادب المفرد از حضرت امام بخاری صفحہ 57)

تو دیکھیں مشورہ دینے والوں پر کتنی بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے کہ اگر بغیر غور کے جس مسئلہ کے بارے میں مشورہ مانگا جا رہا ہے اس کی جزئیات میں جائے بغیر اگر مجلس میں بیٹھے ہوئے، یونہی سطحی سا مشورہ دے دیتے ہو کہ جان چھڑاؤ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے خواہ مخواہ وقت کا ضیاع ہے، کوئی ضرورت نہیں اس کی۔ اگر اس سوچ کے ساتھ بیٹھے ہو کہ معاملے کو جلدی ختم کرنا چاہئے کیونکہ آخر کار یہ معاملہ خلیفہ وقت کے سامنے پیش ہونا ہے خود ہی وہ غور کرکے فیصلہ کر لے گا تو یہ خیانت ہے۔ اور خائن کے بارے میں فرمایاکہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے۔ تو یہ جو حدیث ہے اس میں تو یہ فرمایا گیا کہ ایک… بھائی بھی اگر تمہارے سے مشورہ مانگے تو تب بھی غور کرکے پوری تفصیلات میں جا کر اس کو مشورہ دو۔ جب جماعتی معاملے میں خلیفہ وقت کی طرف سے نظام کی طرف سے بلایا جائے کہ مشورہ دو تو اس میں دیکھیں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔

نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ مجلس شوریٰ میں جب بھی مشورے کے لئے بلایا جاتا ہے تو ایک بہت بڑی ذمہ داری مجلس شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے، ممبران شوریٰ پر ڈالی جاتی ہے اور ایک مقدس ادارے کا اسے ممبر بنایا جاتا ہے کیونکہ نظام خلافت کے بعد دوسرا اہم اور مقدس ادارہ جماعت میں شوریٰ کا ادارہ ہی ہے اور جب خلیفۂ وقت اس لئے بلارہا ہو اور احباب جماعت بھی لوگوں کو اپنے میں سے منتخب کرکے اس لئے بھیج رہے ہوں کہ جائو اللہ تعالیٰ کی تعلیم دنیا میں پھیلانے، احباب جماعت کی تربیت اور دوسرے مسائل حل کرنے اور خدمت انسانیت کرنے کے لئے خلیفۂ وقت نے مشوروں کے لئے بلایا ہے اس کو مشورے دو تو کس قدر ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اگر یہ تصور لے کر مجلس شوریٰ میں بیٹھیں تو پوری طرح مجلس کی کارروائی سننے اور استغفار کرنے اور درود بھیجنے کے علاوہ کوئی دوسرا خیال ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تاکہ جب بھی اس مجلس میں رائے دینے کے لئے کھڑا کیا جائے تو صحیح اور مکمل ذمہ داری کے ساتھ رائے دے سکیں کیونکہ یہ آراء خلیفہ وقت کے پاس پہنچنی ہیں اور خلیفۂ وقت یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ ممبران نے بڑے غور سے سوچ سمجھ کر کسی معاملے میں رائے قائم کی ہو گی اور عموماً مجلس شوریٰ کی رائے کو اس وجہ سے من و عن قبول کر لیا جاتا ہے، اسی صورت میں قبول کر لیا جاتا ہے۔ سوائے بعض ایسے معاملات کے جہاں خلیفۂ وقت کو معین علم ہو کہ شوریٰ کا یہ فیصلہ ماننے پر جماعت کو نقصان ہو سکتا ہے اور یہ بات ایسی نہیں ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے یا اس سے ہٹ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہوئی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ آل عمران کی آیت 160 میں فرماتا ہے اور ہر اہم معاملے میں ان سے مشورہ کر (نبی کو یہ حکم ہے) پس جب کوئی تو فیصلہ کر لے تو پھر اللہ پر توکل کر۔یعنی یہاں یہ تو ہے کہ اہم معاملات میں مشورہ ضروری ہے ، ضرور کرنا چاہئے اور اس حکم کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ اس حد تک مشورہ کیا کرتے تھے کہ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے نہیں دیکھا۔

تو یہ حکم الٰہی بھی ہے اور سنت بھی ہے اور اس حکم کی وجہ سے جماعت میں بھی شوریٰ کا نظام جاری ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا کہ مشورہ تو لے لو لیکن اس مشورے

کے بعد، تمام آراء آنے کے بعد جو فیصلہ کر لو تو ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ یہ فیصلہ ان مشوروں سے الٹ بھی ہو۔ تو فرمایا جو فیصلہ کر لوپھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو کیونکہ جب تمام چھان پھٹک کے بعدایک فیصلہ کر لیا ہے پھر معاملہ خداتعالیٰ پر ہی چھوڑنا بہتر ہے اور جب اے نبی! تو نے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی کی بات کی لاج رکھے گا اور ان شاء اللہ اس کے بہتر نتائج ظاہر ہوں گے‘‘

شوریٰ کو صرف سفارش کا حق ہے، فیصلہ کرنے کا حق صرف خلیفۂ وقت کو ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’تو مشورہ لینے کا حکم تو ہے تاکہ معاملہ پوری طرح نتھر کر سامنے آ جائے لیکن ضروری نہیں ہے کہ مشورہ مانا بھی جائے تو ......ہمارا نظام شوریٰ بھی قائم ہے، خلفاء مشورہ لیتے ہیں تاکہ گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھا جا سکے لیکن ضروری نہیں ہے کہ شوریٰ کے تمام فیصلوں کو قبول بھی کیا جائے اس لئے ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ شوریٰ کی کارروائی کے آخر پر معاملات زیر غور کے بارے میں جب رپورٹ پیش کی جاتی ہے تو اس پر یہ لکھاہوتا ہے کہ شوریٰ یہ سفارش کرتی ہے، یہ لکھنے کا حق نہیں ہے کہ شوریٰ یہ فیصلہ کرتی ہے۔ شوریٰ کو صرف سفارش کا حق ہے۔ فیصلہ کرنے کا حق صرف خلیفۂ وقت کو ہے‘‘

مجلس مشاورت ایک مشورہ دینے والا ادارہ ہے اس کا کردار پارلیمنٹ کا نہیں

’’کسی کے ذہن میں یہ بھی سوال اٹھ سکتا ہے کہ پھر شوریٰ بلانے کا یا مشورہ لینے کا فائدہ کیا ہے ، آج کل کے پڑھے لکھے ذہنوں میں یہ بھی آ جاتا ہے تو جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ مجلس مشاورت ایک مشورہ دینے والا ادارہ ہے ۔ اس کا کردار پارلیمنٹ کا نہیں ہے جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں۔ آخری فیصلے کے لئے بہرحال معاملہ خلیفۂ وقت کے پاس آتا ہے اور خلیفۂ وقت کو ہی اختیار ہے کہ فیصلہ کرے، اور یہ اختیار اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ لیکن بہرحال عموماً مشورے مانے بھی جاتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا سوائے خاص حالات کے،جن کا علم خلیفۂ وقت کو ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں بعض وجوہات جن کی وجہ سے وہ مشورہ رد کیا گیا ہو ان کو خلیفۂ وقت بتانا نہ چاہتا ہو ایسی بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ تو بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مشورہ لینے کا فائدہ ہوتا ہے۔کیونکہ مختلف ماحول کے ، مختلف قوموں کے، مختلف معاشرتی حالات کے لوگ، زیادہ اور کم پڑھے لکھے لوگ مشورہ دے رہے ہوتے ہیں پھر آج کل جب جماعت پھیل گئی ہے، مختلف ملکوں کے لحاظ سے ان کے حالات کے مطابق مشورے پہنچ رہے ہوتے ہیں تو خلیفۂ وقت کو ان ملکوں میں عمومی حالات اور جماعت کے معیار زندگی اور جماعت کے دینی روحانی معیار اور ان کی سوچوں کے بارے میں علم ہو جاتا ہے ان مشوروں کی وجہ سے۔ اور پھر جو بھی سکیم یا لائحہ عمل بنانا ہو اس کو بنانے میں مدد ملتی ہے۔ غرض کہ اگر ملکوں کی شوریٰ کے بعض مشورے ان کی اصلی حالت میں نہ بھی مانے جائیں تب بھی خلیفۂ وقت کو دیکھنے اور سننے سے بہرحال ان کو فائدہ ہوتا ہے۔مشورہ دینے والے کا بہرحال یہ فرض بنتا ہے کہ نیک نیتی سے مشورہ دے اور خلیفۂ وقت کا یہ حق بھی ہے اور فرض بھی ہے کہ وہ جماعت سے مشورہ لے۔حضرت عمرؓ تو فرمایا کرتے تھے کہ ... خلافت کا انعقاد مشورہ اور رائے لینے کے بغیر درست نہیں اور یہ بھی کہ خلافت کے نظام کا ایک اہم ستون مشاورت ہی ہے۔

(کنزالعمال کتاب الخلافۃ جلد 3 صفحہ 139)

تو جماعتی ترقی کے لئے اور کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے ایک انتہائی اہم چیز ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے کیونکہ قوم کی مشترکہ کوششیں ہوں تو پھرکامیابی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

مشورہ دینے والے کن صفات کے حامل ہونے چاہئیں

پھر ایک اور روایت ہے جس سے مشورے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔حضرت علی بن ابو طالبؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا امر درپیش ہوا جس کے بارے میں وحی قرآن نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم نے آپ سے کچھ سنا تو ہم کیا کریں گے۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے معاملے کو حل کرنے کے لئے مومنوں میں سے علماء کو یا عبادت گزار لوگوں کو جمع کرنا اور اس معاملے کے بارے میں ان سے مشورہ کرنا اور ایسے معاملے کے بارے میں فرد واحد کی رائے پر فیصلہ نہ کرنا ۔

(کنزالعمال جلد 2 صفحہ 340)

اس حدیث کی طرف بھی جماعت کو توجہ کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت میں ہمیشہ دینی علوم کے بھی اور دوسرے علوم کے بھی ماہرین پیدا فرماتا رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عبادالرحمٰن پیدا فرمائے اور ہمیں عبادالرحمٰن بنائے تاکہ خلیفۂ وقت کو مشورہ دینے میں بھی کبھی دقت پیش نہ آئے اور ہمیشہ مشورے سن کر یہ احساس ہو کہ ہاں یہ نیک نیتی سے دیا گیا مشورہ ہے۔ یہ نیک نیتی پر مبنی مشورہ ہے اور اس میں اپنی ذات کی کسی قسم کی کوئی ملونی نہیں۔

خلیفۂ وقت کا مقام

حضرت مصلح موعودؓ مجلس شوریٰ میں خلیفۂ وقت کی حیثیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجلس شوریٰ ہو یا صدر انجمن احمدیہ خلیفہ کا مقام بہرحال دونوں کی سرداری ہے انتظامی لحاظ سے وہ صدر انجمن احمدیہ کا رہنما ہے اور آئین سازی اور بجٹ کی تعیین کے لحاظ سے وہ مجلس شوریٰ کے نمائندوں کے لئے بھی صدر اور رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

(الفضل 27 اپریل 1938ء)

شوریٰ کی کارروائی کی صدارت کرنے والا خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہوتاہے

تو اس اصول کے تحت تمام ممالک کی مجالس شوریٰ کی رپورٹس خلیفۂ وقت کے پاس پیش ہوتی ہیں اور خلیفۂ وقت جائزہ لے کر فیصلہ کرتا ہے لیکن ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ کیونکہ ہر ملک کی مجلس شوریٰ کی صدارت کرنا تو خلیفۂ وقت کے لئے اب ممکن نہیں رہا کہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ ہو رہی ہو ،وہاں جائے اور صدارت کرے، خلیفۂ وقت کسی کو اپنا نمائندہ مقرر ہ کرتا ہے جو صدارت کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ بات بھی نمائندگان شوریٰ کو یاد رکھنی چاہئے کہ جو بھی شوریٰ کی کارروائی کی صدارت کر رہا ہو وہ خلیفۂ وقت کا نمائندہ ہوتا ہے۔

مجلس شوریٰ خلیفہ کی جانشین ہے

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ:۔

’’ خلیفہ نے اپنے کام کے دو حصے کئے ہوئے ہیں، ایک حصہ انتظامی ہے، اس کے عہدیدار مقرر کرنا خلیفہ کا کام ہے۔...... دوسرا حصہ خلیفہ کا کام اصولی ہے اس کے لئے وہ مجلس شوریٰ کا مشورہ لیتا ہے‘‘ تو فرمایا کہ’’ پس مجلس شوریٰ اصولی کاموں میں خلیفہ کی جانشین ہے‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت 1930ء صفحہ 36)

اس لئے نمائندگان شوریٰ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان کی ذمہ داری شوریٰ کے اجلاس کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک دفعہ کا منتخب کردہ نمائندہ مجلس شوریٰ پورے سال تک کے لئے نمائندہ ہی رہتا ہے تاکہ اصولی باتوں میں مدد کر سکے اور شوریٰ کی کارروائی میں جو فیصلے ہوئے ہیں، جو اصولی باتیں ہوئی ہیں ان پر عمل درآمد کرانے میں تعاون بھی کرے اور پوری ذمہ داری سے مقامی انتظامیہ کی مدد بھی کرے۔ گو فیصلہ سے ہٹ ہوئی بات دیکھ کر جو بھی شوریٰ میں ہوئی ہو۔ ممبران شوریٰ براہ راست تو مقامی انتظامیہ کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتے ورنہ اس طرح تو ایک ٹکر کی صورت پیدا ہو جائے گی لیکن ان کو توجہ ضرور دلا سکتے ہیں کہ یہ یہ فیصلے ہوئے تھے، اس طرح کارروائی ہونی چاہئے تھی، یہ ہماری جماعت میں نہیں ہو رہی اور جیسا کہ میں نے کہا توجہ کے ساتھ ساتھ عملدرآمد کرانے کے لئے ان سے تعاون بھی کریں اور اگر دیکھیں کہ مقامی انتظامیہ پوری طرح جو شوریٰ کے فیصلے ہوئے ان پر عمل نہیں کر رہی تو پھر نظام جماعت قائم ہے وہ مرکز کو توجہ دلا سکتے ہیں، خلیفۂ وقت کو اس بارے میں لکھ سکتے ہیں۔ تو یہ اطلاع دینا بھی ممبران شوریٰ کا فرض ہوتا ہے کہ سارا سال جب تک وہ ممبر ہیں ان معاملات پر عملدرآمد کرانے میں مدد کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے یعنی خلافت کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں، قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے۔مجلس شوریٰ کو قائم کرو، ان سے مشورہ لے کر غور کرو، پھر دعا کرو، جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔ ......تو خلیفۂ وقت کا یہ کام ہے کہ شوریٰ کے مشوروں کے بعد دعا کرکے فیصلہ کرے اور جب کوئی فیصلہ کر لے پھر اس پر قائم ہو جائے جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔ فرمایا کہ...... وہ خواہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خداتعالیٰ مدد کرے گا۔ خداتعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو گو یا ڈرو نہیں اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید و نصرت کرے گا اور یہ لوگ چاہتے ہیں (یعنی جو لوگ چاہتے ہیں خلیفہ ان کی باتوں کے پیچھے چلے کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خداتعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے) مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی رائے پر ہی چلا جائے۔...... خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اس کو خوف کیا اور اس میں موعد ہونے کی کون سی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اورشرک نہیں کرتے۔ فرمایا کہ اگر نبی کو بھی ایک شخص نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہ فرع کا بھی ہے۔خوب یاد رکھو کہ جو شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹاہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو۔

(منصب خلافت انوارالعلوم جلد 2 صفحہ 53-54)

نمائندگان شوریٰ کے لئے بعض اہم باتیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اب میں نمائندگان شوریٰ کے لئے جن اہم باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہئے ان کو خلاصۃً پیش کرتا ہوں اور یہ باتیں عمومی طور پر

احباب جماعت کے بھی علم میں ہونی چاہئیں۔ ہو سکتا ہے کل کو یہ بھی ممبر مجلس شوریٰ بن جائیں۔ تو یہ باتیں حضرت مصلح موعودؓ نے نمائندگان شوریٰ کو بیان فرمائی تھیں۔

لیکن یہ آج بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی آج سے 80سال پہلے اہم تھیں اور ضروری تھیں اس لئے ان کو ہمیشہ اس لحاظ سے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ شوریٰ میں جب شامل ہوں تو محض للہ شامل ہوں۔ یعنی جب رائے دیں تو یہ سوچ کر دیں کہ ہم نے اپنی آراء اللہ تعالیٰ کی خاطر دینی ہیں۔ پھر یہ ہے کہ خالی الذھن ہو کر دعا سے شامل ہوں۔ ذاتی باتوں کو دل سے نکال دیں، اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شوریٰ کے اجلاس کے دوران بھی دعاؤں میں مصروف رہیں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ پھر یہ ہے کہ اپنی رائے منوانے کی نیت نہ ہو۔کسی کی رائے بھی مفید ہوسکتی ہے۔یہ نہیں ہے کہ جس طرح دنیا کی پارلیمنٹیں، اسمبلیاں ہوتی ہیں وہاں بحث و تمحیص شروع ہو جاتی ہے۔ بحث کرنے کا کوئی حق نہیں۔رائے دیں اور بیٹھ جائیں۔ اگر آپ کی رائے میں وزن ہو گا،لوگوں کو پسند آئے گی خود اس کے حق میں عمومی رائے بن جائے گی۔ اگر نہیں توآپ کا کام صرف نیک نیتی سے جو بھی ذہن میں بات آئی اس کا اظہار کرنا تھا وہ کر دیا اور اس کے لئے یہ بھی ہے کہ دوسروں کی رائے کو غور سے سنیں۔ آپ نے ایک رائے اپنے ذہن میں بنائی ہے ہو سکتا ہے کہ جب دوسرا اس سے پہلے آ کے اپنی رائے دے دے تو آپ اپنی رائے چھوڑ دیں۔ پھر یہ ہے کہ کسی کی خاطر رائے نہ دیں۔ کسی رائے سے صرف اس لئے اتفاق نہ کریں کہ یہ میرے دوست یا عزیز نے رائے دی ہے یا میری جماعت کے فلاں فرد نے یہ رائے دی ہے۔ آزادانہ رائے ہونی چاہئے، خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہئے اور پھر یہ ہے کہ کسی حکمت کے تحت کبھی کوئی رائے نہ دیں بلکہ یہ مدنظر ہو کہ جو سوال درپیش ہے اس کے لئے کون سی بات مفید ہے، یہ نہیں کہ فلاں حکمت حاصل کرنی ہے۔ پھر یہ ہے کہ سچی بات تسلیم کرنے سے پرہیز نہ کریں، پہلے بھی میں نے بتایا ہے خواہ اسے کوئی بھی پیش کر رہا ہو ، بعض لوگ صرف اس لئے مخالفت کر دیتے ہیں بعض باتوں کی کہ پیش کرنے والا کم پڑھا لکھا یا دیہاتی مجلس کا آیا ہوا ہے۔ پھر یہ ہے کہ رائے قائم کرنے کے بارے میں جلد بازی سے کام نہ لیں۔ اپنی رائے کو کبھی اس طرح نہ سمجھیں کہ یہ بہت مضبوط ہے اور کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے اس پر اصرار کرتے رہیں۔

پھر یہ ہے کہ رائے دیتے وقت احساسات کی پیروی نہیں ہونی چاہئے۔ مجھے یہ احساس ہے، یہ احساس ہے، یہ احساس ہے، بلکہ واقعات کو مدنظر رکھنا چاہئے، تائیدی طور پر یہ احساسات تو پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن عمومی طور پر جب رائے دے رہے ہوں تو واقعات پیش ہونے چاہئیں، معین اعداد و شمار پیش ہونے چاہئیں، جس کی روشنی میں دوسرا بھی رائے قائم کر سکے ۔ اور وہ بات کریں جس میں دینی فائدہ ہو۔ اصل مقصد تو دین کی ترقی ہے نہ کہ اپنی بڑائی یا علم کا اظہار کرنا ہے۔ اس لئے ہر مشورہ اسی سوچ کے ساتھ ہونا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ ایسی رائے کو سوچ سمجھ کے آناچاہئے، شوریٰ میں ایسے ایجنڈے آنے چاہئیں جو مخالفین کے مقابلہ میں اعلیٰ اور مؤثر ہوں صرف چھوٹی چھوٹی باتوں پہ شوریٰ میں ایجنڈے پیش نہ ہوں ہم نے دنیا کا مقابلہ کرنا ہے۔ اوراسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے تو ٹھوس اور جامع منصوبہ بندی اس لحاظ سے ہونی چاہئے۔ فروعات پر بحث نہ ہو بلکہ واقعہ کو دیکھیں کہ مفید ہے یا مضر ہے کیونکہ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر بلاوجہ بحثیں چلتی رہتی ہیں اور طول پکڑ جاتی ہیں۔

پھر یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اگر آپ کی رائے دینے سے پہلے کوئی اور رائے دے چکا ہے اس معاملے میں اور وہ آپ کی رائے سے مطابقت رکھتی ہے تو ضروری نہیں ہے کہ پھر سٹیج پہ آیا جائے ۔

حضور انور فرماتے ہیں:

اور میں آخر پہ سب سے اہم بات یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کا ہر عمل اور ہر مشورہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہو، مختصراً میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے، تقویٰ کے پیش نظر ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہوئے مشورہ دیں کہ اے اللہ! ہم تو ہر علم کا مکمل احاطہ کئے ہوئے نہیں ہیں تو ہی ہماری مدد فرما اور ہماری صحیح رہنمائی فرما... تو ہمیں توفیق دے کہ صحیح مشورہ دے سکیں ۔ ہماری ذات کی کوئی ملونی بیچ میں نہ ہو اور خالصتاً ہم تیری خاطر مشورہ دینے والے ہوں۔ صحیح راستے سمجھانے والا بھی تو ہے اور ذہنوں کو کھولنے والا بھی تو ہے، تو ہماری مدد فرما اور ہمیں اس مرحلے سے تقویٰ پہ چلتے ہوئے گزار ۔اگر اس سوچ کے ساتھ مجالس میں بیٹھیں گے اور مشورے دیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ بہت مدد فرمائے گا اور صحیح راستے بھی سمجھائے گا اور ایسی مجالس کی برکات سے بھی آپ فیضیاب ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ :’’بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصّے میں آ کر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں۔ مگر اگر کسی کایہ ارادہ ہوکہ بلا استصواب کتاب اللہ‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کے اس حکم کے بغیر) ’’اس کا حرکت و سکون نہ ہو گاتو اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے فرمایا وَلَارَطْبٍ (الانعام:60) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا ۔سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے، چلتے، کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (الحدیث)جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتاہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون و مدد گار ہو گا۔

لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں بلکہ ان کے پاس جو آتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزار ہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ اُن سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے جو درندہ جانوروں سے بھرا ہوا ہے‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 9-10۔جدیدایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے تمام کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

****

صباح الدین بٹ

مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ کے زیر اہتمام تربیتی نشست

امسال مجلس خدام الاحمدیہ نے باہمی روابط کو بہتر بنانے اوربھائی چارے کی فضا کو مستحکم کرنے کا منصوبہ کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ نے مختلف تعلیمی پروگرامز اور میٹنگز کا انعقاد کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس کا مطمح نظر روز مرہ کے موضوعات پر خدام کے ساتھ تبادلہ خیال کرنا ہے تا کہ نہ صرف دینی بلکہ دنیوی امور میں مختلف احباب کے ذاتی تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اسی روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شعبہ تربیت اور صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ سوئٹزرلینڈ نے ایک نشست کا انعقاد یکم اور 2 فروری 2020ء کو نور مسجد، وگولٹینگن میں کیا۔

اس نشست کا مرکزی موضوع اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیملی کا کردار تھا۔ چنانچہ پروگرام میں خاندان کی اہمیت اور گھر کے افراد کی مختلف ذمہ داریوں کو اجاگر کیا گیا۔ نیز ایسے امور کے متعلق اظہار خیال کر کے ان مسائل کا حل تجویز کیا گیاجو آج کل ہمیں درپیش ہیں۔

یکم فروری بروز ہفتہ ناشتے کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور دعا سے کیا گیا۔ پروگرام میں مختلف ورکشاپس اور گروپ کی صورت میں مذاکرات کا انعقاد کیا گیا جن میں والدین اور بچوں کے مابین باہمی بات چیت کرنے کا بھی موقع فراہم کیا گیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئےسب نے ایک دوسرے سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کی۔دوپہر کے وقت اطفال کے لئے کھیلوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ شام کو شاملین نشست کی خدمت میں سوئٹزرلینڈ کی روایتی ڈش ’ریسلیٹ‘ پیش کی گئی۔

2 فروری کو ’’ایک خاندان میں مرد کے مختلف کردار‘‘ کے موضوع پر بات چیت ہوئی۔ اس کا مقصد ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا تھا جو مختلف حیثیتوں سے مرد پر عائد ہوتی ہیں اوریہ کہ کس طرح ان کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔ دوپہر کو خدام کے لئے کھیلوں کے سیشن کا بھی اہتمام کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو دن کے دوران مجموعی طور پر 37 خدام ، 9 اطفال اور 5 انصار نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی والڈشوٹ سے لگ بھگ 15 مہمانان بھی اختتامی اجلاس میں شامل ہوئے ۔

****

مولانا عطاء المجیب راشد۔لندن

اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ایمان افروز جلوے
بارش کے ذریعہ ظاہر ہونے والے چند نشانات

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2جون2006ء کومسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے خطبات کے ایک نئے سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ ان خطبات کا موضوع سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے آپ ﷺ کو عطا کی جانے والی تائید ونصرت تھا۔

تائیدونصرت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی نصرت مختلف اور متنوع صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک صورت بارش کی بھی ہے جسے صحیح معنوں میں باران رحمت کہا جاتاہے۔ بارش یوں تو قدرت کا ایک کرشمہ ہے جس کو انسانی زندگی بلکہ حیوانی اور نباتاتی زندگی کی نشوونما اور ترقی سے بہت گہرا تعلق ہے اور ایک عام انسان کی نظر میں بارش کے نزول کے چند مادی اسباب ہیں جن کا مطالعہ کرنے کے نتیجہ میں صاحبانِ علم یہ اندازبتاتے رہتے ہیں کہ کب ،کہاں اور کتنی بارش ہوگی؟ یہ انسانی اندازے صحیح بھی ہوتے ہیں اور کبھی غلط بھی ۔ سچی بات یہ ہے کہ بارش کا برسنا بھی بلکہ بارش کا رک جانا بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک عظیم نشان ہے۔ دنیا کے لوگ تو اپنے ظاہری اور محدود علم کی بنا پر یہ جانتے کہ آسمان پر بادل آ جائیں اور گہرے ہوں توبارش ہوگی۔بادل نہ ہوں تو بارش نہیں ہوگی۔ لیکن قادر وتوانا خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کے انداز بہت عمیق اور پُر حکمت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب کا ایک ذریعہ ضروربنایا ہے لیکن وہ مسبب الاسباب ہے اور ہر بات پر قادر ہے بلکہ اس کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کے حکم اور اس کی مرضی کے تابع ہے ۔

بارش یا باران رحمت مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں ، خلفاء اور اپنے پیاروں کی دعاؤں کو سن کر عجب محبت کے رنگ میں جلوہ گری فرماتاہے۔آسمان پر بادل کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے پل جھپکنے میں بادل آ جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ہوجاتاہے۔ اور کبھی یوں لگتاہے کہ موسلادھار بارش اس زور سے برس رہی ہے کہ نہ معلوم کبھی رکے گی بھی یا نہیں۔ اور ہوتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ بارش یکدم رُک جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نشان قرار پاتی ہے۔

ان ہر دو قسم کے نشانوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی جلوہ گری ہوتی ہے اور جب یہ نشان کسی نبی ، خلیفہ یا خدا کے کسی پیارے بندے کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ظاہر ہوں تویہ ان کی صداقت کے عظیم گواہ بھی ہوتے ہیں اور خداتعالیٰ کی رحمت کا زندہ ثبوت بھی ۔ الغرض یہ ایک تفصیلی مضمون ہے جس کا مطالعہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز حقائق کو اجاگر کرتاہے ۔

بارش کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والے خدائی تائیدو نصرت کے یہ نشانات کس کس انداز میں رونما ہوتے ہیں اس کی چندمثالیں بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتاہوں۔

سب سے پہلی اور مقدس ترین جامع مثال ہمارے پیارے آقا رسول مقبول ﷺ کے مبارک زمانہ کی ہے۔ مدنی دور کی بات ہے اور یہ مثال حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ باب رفع یدین فی الاستسقاء سے لی گئی ہے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں اہل مدینہ کو قحط نے آلیا ۔ چنانچہ ایک جمعہ کے دن جبکہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی نے کھڑے ہو کرعرض کیا :یا رسول اللہ! مویشی اور چارپائے ہلاک ہو رہے ہیں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ انسؓ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح صاف دکھائی دیتا تھا۔پھر تیز ہوا چلی اور بادل بنانے لگی ۔پھر وہ بادل جمع ہو گئے اور آسمان موسلا دھار بارش برسانے لگا یہاں تک کہ ہم پانی کے اندر سے گزر کر گھر پہنچے۔یہ بارش اگلے جمعہ تک جاری رہی۔ چنانچہ اگلے جمعہ کے روز وہی شخص یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا:یارسول اللہ! مکان گر رہے ہیں ۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے پھر دعا کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے : اے اللہ تو ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر اب نہ برسا۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے بادلوں کی طرف دیکھا تو وہ درمیان سے پھٹ گئے اور مدینہ کے ارد گرد ایک ہار کی شکل اختیار کر گئے ۔(یعنی مدینہ کے اوپر آسمان صاف ہوگیا اور اردگرد بادل رہے)۔

* دوسری مثال سرور کائنات محمد مصطفی ﷺ کے عاشق صادق ، مسیح زماں حضرت مسیح موعود ؑ کی عرض کرتاہوں ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مخلص اور فدائی صحابی حضرت منشی ظفر احمدؓ آف کپورتھلہ روایت بیان کرتے ہیں :

جیٹھ کا مہینہ تھا۔گرمی سخت تھی۔ ہم دارالامان میں حضرت کے حضور حاضر تھے۔ واپس جانے کے لئے اجازت لیتے وقت منشی اروڑے خان صاحبؓ نے عرض کیاکہ حضور اس قدر پانی ہو کہ نیچے بھی پانی اور اوپر بھی پانی ہو۔میں نے بے تکلفی سے عرض کیا حضور!یہ دعا ان کے لئے مانگی جائے ۔ آپؑ نے فرمایاکہ خدا قادر ہے۔

ہم اجازت لے کر روانہ ہوئے ۔ ابھی چوہڑوں کے گھروں سے باہر ہی نکلے تھے کہ یکایک ایک بادل اٹھا اور بارش شروع ہوگئی ۔ تھوڑی دیر کے بعد موسلا دھار کی صورت ہوگئی۔ اور پانی ہی پانی ہوگیا۔ یکہ اُلٹ گیا اور منشی اُروڑے خان صاحب نالی میں جا پڑے۔ میں اورمحمد خان بچ گئے ۔منشی صاحب کو اپنی غلطی پر افسوس تھااور کہتے تھے کہ میں نے ایسی دعا کیوں منگوائی؟

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایک نشان قبولیت دعا کا تھا۔ ادھر منشی صاحب نے اظہار خواہش کیا اور آپ نے فرمایا خدا قادر ہے۔ اور وہ دعا قبول ہوگئی اور منشی اروڑے خان صاحب نے نیچے اوپر پانی کا مزہ چکھ لیا۔

(بحوالہ الحکم قادیان ۔14 اپریل 1934ء)

* اگلاواقعہ دعا کے نتیجہ میں کئی روز سے جاری بارش کے رکنے کا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃالمسیح اوّلؓ کے زمانے کا ہے۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مرحوم روایت کرتے ہیں:

1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے اور حضرت نواب محمد علی خانؓ نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گرگئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتاہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد بارش بند ہوگئی اور عصر کی نمازکے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

(اصحاب احمد جلد 8 صفحہ71مرتبہ ملک صلاح الدین ایم اے)

* اسی تسلسل میں بارش رکنے کا ایک اور واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔حضرت مسیح پاک ؑ کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ اپنی کتاب ”حیات قدسی“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے ایک تبلیغی سفر کے دوران اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید ہمارے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔ آپ کے اپنے الفاظ ہیں:

”ہمارا یہ وفد جب بھاگلپور میں پہنچا تو مقامی جماعت کی طرف سے ایک جلسہ منعقد کرکے ہمارے لیکچروں کا انتظام کیا گیا ۔جلسہ کا پنڈال ایک سرسبز وشاداب اوروسیع میدان میں بنایا گیا ۔حضرت مولوی عبدالماجدؓ وہاں کے امیر جماعت تھے۔آپ کے انتظام کے ماتحت کرسیاں ،میز اور دریاں قرینے سے لگائی گئیں۔حاضرین کی تعداد بھی کافی ہوگئی ۔ابھی جلسہ کا افتتاح ہی ہوا تھا کہ ایک کالی گھٹا جوبرسنے والی تھی مقابل کی سمت سے نمودار ہوئی اور کچھ موٹے موٹے قطرات بارش گرنے بھی شروع ہوگئے ۔ میں اس وقت سٹیج کے پاس حضرت مولوی ابوالفتح پروفیسر عبدالقادر کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے قلب میں اس وقت بارش کے خطرہ اور تبلیغی نقصان کو دیکھ کر خداتعالیٰ کی طرف سے ایک جوش بھرگیا اور میں نے اس جوش میں الحاح اور تضرع کے ساتھ دعا کی کہ اے خدا یہ ابر سیاہ تیرے سلسلہ حقہ کے پیغام پہنچانے میں روک بننے لگا ہے اور تبلیغ کے اس زریں موقعہ کوضائع کرنے لگا ہے تُو اپنے کرم اور فضل سے اس امنڈتے ہوئے بادل کوبرسنے سے روک دے اور اس کو دُور ہٹا دے ۔

چنانچہ جب لوگ موٹے موٹے قطرات کے گرنے سے ادھراُدھر ہلنے لگے اور بعض لوگوں نے فرش کو جو نیچے بچھایا ہوا تھا لپیٹنے کی تیاری کرلی تو میں نے اس سے منع کردیا اور لوگوں کو تسلی دلائی کہ وہ اطمینان سے بیٹھے رہیں بادل بھی چھٹ جائے گا ۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ وہ بادل جو تیزی سے امنڈا چلا آتاتھا،قدرت مطلقہ سے پیچھے ہٹ گیا اور بارش کے قطرات بھی بند ہوگئے اور ہمارا جلسہ خداتعالیٰ کے خاص فضل کے ماتحت کامیابی کے ساتھ سرانجام ہوا۔ فالحمدللہ علی ذلك“

(حیات قدسی جلد سوم صفحہ25-26)

* باران رحمت تبلیغی میدان میں خدائی رحمت کا پیغام لے کر اترتی اور متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بن کر سعید فطرت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

موضع کریام ضلع جالندھر کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ اور ہنگہ کے حضرت شیر محمد صاحبؓ تانگے والے موجود تھے۔ اس وقت شدید گرمی پڑ رہی تھی ۔ایک غیر احمد ی دوست چھجو خان نامی سے تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ دوران گفتگو اس نے کہا کہ اگر آج بارش

ہو جائے تومیں احمدی ہوجاؤں گا۔حضرت حاجی صاحبؓ نے اسی وقت احمدی احباب کی معیت میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ مسبّب الاسباب خدا کی قدرت نے عجیب کرشمہ دکھایا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور زور سے بارش برسنے لگی ۔یہ خدائی نشان دیکھ کر چھجو خان صاحب نے اسی وقت بیعت کرلی۔

(بحوالہ میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات ۔ صفحہ32)

* اس جگہ میں اپنے والد مرحوم''خالد احمدیت'' حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری کے بارہ میں اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

میری والدہ محترمہ سعیدہ بیگم(اطال اللہ بقاء ھا)بیان کرتی ہیں:

''لوگوں میں مشہور تھا کہ مولوی صاحب کی دعا سے بارش ہوجاتی ہے۔ ایک دن جمعہ پڑھاکرگھر آئے تو کہنے لگے کہ آج میں نے دوستوں کے کہنے پر بارش کے لئے دعا کی ہے۔ آج انشاء اللہ ضرور بارش ہوگی۔سخت گرمی تھی۔ آپ قمیص اُتار کر بیٹھ گئے بارش کے انتظار میں۔اس وقت چلچلاتی دھوپ تھی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر ایک ٹکڑا بادل کا آیا اورتھوڑی دیر کے بعد موسلادھار بارش شروع ہوگئی اورجل تھل ہوگیا''

(بحوالہ حیات خالد صفحہ676)

* ایک مجاہد اسلام حضرت مولانا رحمت علی مبلغ انڈونیشیا کا ایک واقعہ قابل ذکرہے۔آپ پاڈانگ شہرکے محلہ یاسر مسکین میں رہتے تھے۔علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے ۔ ایک مرتبہ اتفاقاً اس محلہ میں آگ لگ گئی جو اردگرد کے مکانات کوراکھ بناتی ہوئی آپ کی رہائشگاہ کے قریب پہنچ گئی حتی کہ اس کے شعلے آپ کے مکان کے چھجے کوچھونے لگے۔ یہ نازک صورتحال دیکھ کراحباب نے پُرزور اصرار کیا کہ آپ مکان فوری طورپر خالی کردیں۔ لیکن آپ نے پورے یقین اور وثوق سے فرمایا''یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔یہ مکان اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے ایک غلام اور مجاہد فی سبیل اللہ کی رہائشگاہ ہے اور حضورؑ سے خداتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ''آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے''

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا رحمت علی ابھی یہ بات کرہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے اورموسلا دھاربارش شروع ہوگئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کرکے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت نے آگ کوواقعی مسیح محمدیؐ کے غلام کا غلام بنادیا''

(بحوالہ میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات ۔ صفحہ34)

* خداتعالیٰ کی قدرتوں کی انتہاء نہیں۔ ہر چیز اس کے اشارہ پر حرکت کرتی ہے ۔ اس واقعہ میں موسلا دھار بارش نے اچانک برس کر تائید الٰہی کا نمونہ دکھلایا۔

اب ایک اور واقعہ دیکھیں جس میں اس کے برعکس ظہور میں آیا اور بہت ہی غیر معمولی حالات میں بارش اچانک رُک کرمیدان تبلیغ میں خدائی تائید ونصرت کا نشان بن گئی۔

حضرت مولانا رحمت علی ایک بار اسی شہر پاڈانگ میں ہالینڈ کے ایک عیسائی پادری سے اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبلیغی گفتگو کررہے تھے جسے سننے کے لئے لوگ بکثرت وہاں جمع تھے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوگئی ۔ اس علاقہ میں یہ معمول ہے کہ جب بارش شروع ہوجائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے اور رُکنے کا نام نہیں لیتی۔

تبلیغی گفتگو میں جب پادری دلائل کے میدان میں عاجز آگیا تواپنی شکست پرپردہ ڈالنے کے لئے اچانک یہ عجیب و غریب مطالبہ کرڈالا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابل پر تمہارا مذہب اسلام سچا ہے تو ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہئے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلادھار بارش کو اسی وقت بند کر دے۔ بظاہر اس پادری نے اپنے زعم میں ایک ناممکن بات کا مطالبہ کیا اور بارش کے معمول پرقیاس کرتے ہوئے اسے کامل یقین ہوگا کہ ایسا ہرگزنہ ہوسکے گا۔ لیکن دنیا نے اس موقع پر خدائی غیرت اور تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کاایک حسین کرشمہ دیکھا۔ پادری کے مطالبہ کرتے ہی حضرت مولانا موصوف نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُراعتماد اور جلالی آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

''اے بارش !تُو اس وقت خداکے حکم سے تھم جا اوراسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے ''

اسلام کے قادر و توانا زندہ خدا پرقربان جائیے کہ ابھی چند منٹ بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ موسلادھار بارش خلاف معمول تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالیٰ کے اس عظیم نشان پر انگشت بدنداں رہ گئے ۔

(میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات ۔ صفحہ34-35)

* اس مختصر مضمون میں میں چند نمونے بطور مثال پیش کررہاہوں۔ اس لئے ایک اور مثال پراکتفا کرتاہوں۔ اس واقعہ کے راوی مکرم شیخ محمد حسن صاحب مرحوم ہیں جو لمبا عرصہ لندن میں مختلف خدماتِ دینیہ بجا لانے کے بعد کچھ عرصہ قبل ہی فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا :

''میرے ساتھ ایک یعقوب نامی شخص کام کرتاتھا جو دہریہ خیالات کا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے منکر تھا۔ اس کی شوخیاں حد سے بڑھنے لگیں ۔ایک دن طنز سے کہا : دیکھو کتنی گرمی ہے ۔تم اپنے خدا سے کہو کہ بارش برسا دے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا کہ ہم دعا کرسکتے ہیں مگر حکم نہیں دے سکتے۔کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دعا شروع کردی۔ اس رات بادل آئے مگر برسے بناچلے گئے ۔مجھے یقین تھا کہ آج جاتے ہی دوبارہ مجھے طعنہ دیا جائے گا ۔ وہی ہوا ۔جاتے ہی مجھے وہی شخص ملا اور باربار اس کا اصرار کہ تمہارا خدا گرجا تو بہت مگر برسا نہیں۔ اس نے میرا وہاں بیٹھنا مشکل کردیا ۔ دن کے گیارہ بجے تھے میں اٹھ کر باہر چلا گیا ۔شدید گرمی تھی ۔ میں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کراللہ تعالیٰ کی غیرت کا واسطہ دے کرالتجا کی کہ اے خدا! وہ دہریہ تیری ذات کا منکر ہے اور مجھے طعنہ دئے جا رہاہے تو اس کا منہ بند کر۔

میری عاجزی کوابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے آسمان پربادل آئے اور میرے چہرے پربارش کے قطرے گرنے لگے۔ پھر میں نے اللہ سے التجا کی کہ وہ اس بارش سے تونہیں مانے گا ...... پھر کیا تھا اتنی زوردار بارش ہوئی اور زور دار ہوا کے جھکڑ چلے ،دہریہ اس وقت برآمدہ میں بیٹھا تھا اور بارش اور ہوا کا زور اس کے منہ پر جا کرلگ رہے تھے ۔ جس پر وہ بے اختیار بول اٹھا۔ میں مان گیا کہ تمہارا خدا زندہ خداہے۔ساتھ ہی اس نے کہا یہ خدا صرف مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ہی ہوسکتاہے۔ میں تواپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا اوراس کی حمد کے گیت گا رہا تھا''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۔ 3 مئی 2006)

****

پیغام حضور انور
بر موقع مجلس شوریٰ بھارت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آج کل دنیا میں ہر طرف بد امنی اور بے سکونی ہے۔ کوئی ملک یا خطہ اس سے محفوظ نہیں۔ کہیں امن و امان کی صورتحال خراب ہے۔ کہیں غربت و افلاس ہے۔ کہیں معاشرے میں طبقاتی اور نسلی مظالم ہیں اور اسی طرح مذہب کے نام پر بھی مشکلات اور شکایات ہیں۔ لیکن حالات جیسے بھی ہوں آپ کو حب الوطنی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اوراپنے ملک کی خیرخواہی کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ وطن سے محبت ایک حقیقی مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کے احمدی اپنے وطن اور ہم وطنوں سے محبت کرتے ہیں اور پر امن شہری کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہی آپ کا بھی مطمح نظرہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ہرقسم کے فساد اور شرارت سے باز رہنے کی تعلیم دی ہے۔ ملفوظات میں ایک واقعہ درج ہے کہ ایک دفعہ کالج میں ،یونیورسٹی میں ایک ہڑتال ہوئی۔ اس کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ جب طلباء نے لاہور میں اپنے پروفیسروں کی مخالفت میں سٹرائیک کیا تھا توجوہمارے لڑکے اس جماعت میں شامل تھے ان کو میں نے حکم دیاتھا کہ وہ اس مخالفت میں شامل نہ ہوں اور اپنے استادوں سے معافی مانگ کر فوراً کالج میں داخل ہو جاویں۔ چنانچہ انہوں نے میرے حکم کی فرمانبرداری کی اوراپنے کالج میں داخل ہوکر ایک ایسی نیک مثال قائم کی کہ دوسرے طلباء بھی فوراً داخل ہوگئے۔

پس ایک احمدی کوہرحال میں فتنہ وفساد سے دور رہنا چاہئے اور حب الوطنی کا بہترین عملی نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ جو لوگ ہماری جماعت سے واقفیت رکھتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ ہم سے بڑھ کر ملک کا وفادار شہری کون ہو سکتاہے جن کو باربار ملک کی خدمت کی تلقین کی جاتی ہے اور جن سے باربار یہ عہد لیاجاتاہے کہ وہ اپنے عقیدہ،ملک اورقوم کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے ہردم تیار رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی پیاری جماعت کو حکومتِ وقت کی اطاعت اور وفاداری کا درس دیا ہے۔ اس لئے آپ میں سے ہر ایک کافرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے کے لئے مثبت اور نافع الناس وجود بنائے۔ ملک و قوم کی خدمت اور اس کے قوانین کی پابندی میں عمدہ نمونہ پیش کرے۔ آپ سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو ملک کی عزت اور وقار کو مجروح کرتاہو۔

پھر خلافت سے وابستگی بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ہم میں خلافت کانظام قائم ہے۔ ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑاتو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ اگر ذرا ڈھیلے کئےتو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہرایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یہ خلافت ہی کی برکت ہے کہ دنیا بھر کی جماعت وحدت کی لڑی میں پروئی ہوئی ہے اور دینی ترقی کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے اور دین و دنیاکی حسنات سے حصہ پانے کے لئے ہمیشہ خلافت کے ساتھ جڑے رہیں۔ سب دنیاکے احمدی جب خلیفہٴ وقت کی نصائح اور ہدایات سنتے ہیں تو ان پر غیرمعمولی نیک اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بات روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربہ میں آتی ہے کہ ایک ہی بات کسی اورکی زبان سے سن کرسننے والے پر وہ اثرنہیں ہوتاجو خلیفہٴ وقت کی آوازسن کر ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے دراصل وہ محبت وعقیدت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں خلیفہٴ وقت کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ پس اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفہٴ وقت کا حقیقی رنگ میں سلطانِ نصیر بنائے۔ آمین''

****

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بجھوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ذہنی،اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا ہومیو پیتھی علاج

صدیق اشرف علی ۔انڈیا

حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ نے خداتعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ’’وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کاحلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘

وہ عظیم اور موعود فرزند حضرت مصلح موعودؓ اپنے ایک معرکۃ الآراء خطاب ’’عرفان الٰہی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’ دنیا میں آج تک اس بات کو بہت کم سمجھا گیاہے بلکہ انبیاء اور اولیاء کو علیحدہ کر کے میں کہہ سکتاہوں اور کسی نے سمجھا ہی نہیں کہ بہت سی بدیاں ایسی ہیں جو شرعی بدیاں ہیں ،لیکن ان کا ارتکاب کرنے والا کسی شرعی گناہ کا مجرم نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی جسمانی بیماری کا مریض ہوتاہے۔یہ ایک وسیع مضمون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مجھے خاص علم دیاہے ... اس وقت بعض بڑے بڑے ڈاکٹروں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے لیکن تاحال ان کی تحقیقات عالم طفولیت میں ہے۔ مگر اس بارہ میں مجھے جو علم دیاگیاہے وہ ایسا وسیع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان لوگوں کی تحقیقات سے بہت وسیع ہے ... جس سے اس نتیجہ پر پہنچاہوں کہ شرعی گناہوں کی ایسے رنگ میں تقسیم ہو سکتی ہے کہ فلاں قسم کا گنہگار ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے اور فلاں قسم کا بزرگ کے پاس ۔ میں نے یہاں تک تو تحقیقات کرلی ہے کہ بعض انسان شرعی گناہ جسمانی بیماری کی وجہ سے کرتے ہیں ...بات یہ ہے کہ جسم اور روح کا ایک دوسرے پر بڑا اثر ہوتاہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق بہت تفصیل سے لکھاہے اور بتایاہے کہ جب جسم میں بیماری پیدا ہوجائے تو روح میں بھی پیدا ہوجاتی ہے۔... اس علم کا دروازہ آپ کے خلفاء اس کو اور زیادہ وسیع کریں گے ۔ میں نہیں جانتا مجھے اس کووسعت دینے کا موقعہ ملے گا یا نہیں ‘‘

(عرفان الٰہی صفحہ 35-36)

آپ مزید فرماتے ہیں:

’’مجھے اگر فرصت ملی تو میں ان تحقیقات کومکمل کروں گا ۔ لیکن اگر میں نہ کرسکوں تو تم لوگ یاد رکھو کہ روحانی امراض کے بعض ایسے علاج ہیں جوڈاکٹروں کے ذریعہ ہوسکتے ہیں۔ اس بات کومدنظر رکھ کرتم اپنے طورپر کوشش میں لگے رہو۔ اور اپنی تحقیقات سے ان لوگوں کی امداد کرو جن کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے اور جو اس کے لئے کوشش کررہے ہیں تاکہ دنیا میں ایک نیا انقلاب واقع ہو اور دنیا ایک قدم اور ترقی کرے ۔فی الحال میں اس قدر بیان کر دیتاہوں کہ بعض روحانی بیماریاں ایسی ہیں جن کے علاج کے لئے کسی عارف اورولی اللہ کے پاس نہیں جانا چاہئے بلکہ کسی ڈاکٹر اور طبیب کوتلاش کرنا چاہئے کیونکہ اس قسم کی بیماریاں یا تو پیٹھ کے اعصاب کی کمزوری اور نقص سے ہوتی ہیں اور یا دماغ کے اعصاب کے نقص یا خاص خاص بیماریوں کے نتیجہ میں ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض اوقات زنا ایک اخلاقی یا مذہبی جرم نہ ہوگا بلکہ کسی خاص دماغی بیماری کا نتیجہ ہوگا ۔ اسی طرح بعض ڈاکے ،بعض چوریاں، بعض جھوٹ خاص خاص نقصوں کے نتیجہ میں ہوں گے ۔ ان کا علاج روحانی ریاضتوں سے اس عمدگی سے نہیں ہو سکتا جتنا جسمانی علاج کے ذریعہ ۔

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

’’مگرابھی چونکہ میری تحقیقات مکمل نہیں ہو سکیں اس لئے میں اس مضمون کو اس وقت تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتااور کسی اور وقت پر چھوڑتاہوں ۔ اپنے لئے یا آپ میں سے کسی کے لئے جس کو خداتعالیٰ اسے بیان کرنے کی توفیق دے‘‘

(عرفان الٰہی صفحہ 37-38)

اس پیش خبری کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ اس مضمون کو آگے بڑھائیں۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانے کی خاطر بے شمار کارہائے نمایاں انجام دئے۔ ان میں سے ایک عظیم کارنامہ ہومیو پیتھی طریق علاج کی ترویج دیناہے۔تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں۔ آپ نے جو ہومیو پیتھی کتاب دنیا کے سامنے پیش فرمائی وہ خود ایک عجوبہ عالم ہے۔ جتنی بار آپ اس کا مطالعہ کریں گے اتنی بار نئی سے نئی باتیں آپ کے سامنے آتی چلی جائیں گی ۔انسان کی بہبودی کے لئے نئے سے نئے دروازے کھلتے چلے جائیں گے ۔ آپ کے اس عظیم احسان سے قیامت تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے ۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب اور خوشیاں عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی ہومیو پیتھی کتاب میں مختلف موقعوں پر اس بات کو وضاحت سے پیش کیا ہے کہ بعض بیماریاں جو بظاہر اخلاقی اور روحانی معلوم پڑتی ہیں وہ دراصل جسمانی بیماریاں ہیں اور ان کا علاج ہومیو دوائیوں سے احسن رنگ میں کیا جا سکتاہے۔ ان میں سے صرف چند ایک نمونے کے طورپر قارئین ملاحظہ فرمائیں ۔

* لیکسس (Lechesis) کے ذکر میں فرمایا:

’’ لیکسس کے مریض خطرناک قسم کے شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ شروع شروع میں وہ سوچنے لگتے ہیں کہ سب لوگ ان کے خلاف باتیں کررہے ہوتے ہیں ۔ یا ان کے کھانے پینے میں کچھ ملا دیا گیاہے ۔ وہ اپنے قریبی عزیزوں پر بھی شک کرتے ہیں ۔ بعد میں یہ علامتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں ۔ ایسے مریضوں کو لیکسس دینا ضروری ہے۔

(کتاب ہومیو پیتھی ۔جدید ایڈیشن مشتمل جلد اول و دوم صفحہ 547)

اسی دواکے سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں :

’’ایک مریض بچی میرے پاس لائی گئی جو چوری کی عادت میں مبتلا تھی۔ پوچھنے پر کہتی تھی اللہ کا حکم ہوتاہے اس لئے کرتی ہوں ۔ ایسے مریضوں کا علاج لیکسس سے کرنا چاہئے ۔ جوخدا کے حکم پر اسی کی نافرمانی کریں ...مذہبی رجحانات غیر معمولی شدت اختیار کرلیتے ہیں ۔ یہ شدت لیکسس سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر اس کی سب سے خطرناک علامت یہ ہے کہ ان کے دل میں بعض دفعہ یہ خیال پیدا ہوتاہے کہ اللہ کا حکم ہے کہ وہ کسی کو قتل کردیں...... ایسے مریض بعض دفعہ واقعتاً قتل بھی کر دیتے ہیں یا قتل کرنے کی کوشش ضرور کرتے ہیں‘‘ (کتاب ہومیو پیتھی صفحہ 548)

پھرفرماتے ہیں:

’’ڈاکٹر کینٹ کا خیال ہے کہ اس دواکا کسی خاص علاقے سے تعلق نہیں بلکہ تمام دنیا میں ہر جگہ اس دوا کومفید پایا گیا ہے۔لیکسس کے زہر میں جو شر اور تیزی پائی جاتی ہے وہ دنیا کے تمام بدکار انسانوں اور بگڑے ہوئے مزاجوں میں پائی جاتی ہے۔یعنی شدید حسد، شرارت ،فساد وغیرہ کا رجحان‘‘۔

(ہومیوپیتھی علاج بالمثل صفحہ 540)

یعنی ایسے مزاج والے لوگوں کا علاج ہومیو دوائی لیکسس(Lachesis)سے ممکن ہے ۔

* ایک اور ہومیو پیتھک دوا ’سلفر‘ (Sulpher) کے بارہ میں حضورؒ فرماتے ہیں:

’’ سلفر کے مریض کو فلسفی بننے کا بہت شوق ہوتاہے اور کچھ مزاجاً فلسفی ہوتے بھی ہیں۔اگر یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ جائے تو اونچی طاقت میں سلفر کی ایک دو خوراکوں سے کافی فرق پڑ جاتاہے‘‘ (ہومیوپیتھی علاج بالمثل صفحہ 784)

*Cannbis Ind. نامی دوائی کے سلسلہ میں حضورؒ فرماتے ہیں :

’’کینبس کا مریض ... مسلسل بے تکی بحثیں کرتا رہتا ہے ۔ اس کی سوچ میں منطقی ربط نہیں رہتا... اچھی بھلی بات کرتے کرتے بغیر دلیل اور بغیر منطق کے کچھ اوربولنے لگتا ہے‘‘

* Cladium دوائی کے بارہ میں فرماتے ہیں:

’’ کلیڈیم کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض کوئی کام کرکے سوچے گا کہ اس نے کیا ہے یا نہیں ۔کوئی بات کسی کو کہنی تھی ،نہ معلوم کہی کہ نہیں ... ایسے مریض ذہنی طورپر بہت تھک جاتے ہیں اور آخر علمی کام ان کے بس میں نہیں رہتا‘‘ (صفحہ 185)

*حضور رحمہ اللہ ایک ہومیو دوائی کی تشخیص کے لئے مریض کے مزاج کے بیان میں فرماتے ہیں :

آرم میٹیلیکم(Aurum Met.)کا مریض بظاہر اپنی ذات میں گُم،مایوس ،پژ مردہ دکھائی دیتاہے لیکن جب اُسے کسی بات پر غصہ دلایا جائے تو اس کی اپنی جان لینے کی خواہش دوسروں کی طرف منتقل

باقی صفحہ 4 پر

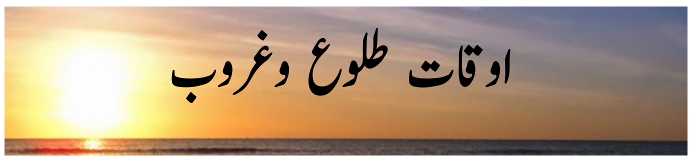

اوقات طلوع وغروب

18 مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	5:12	18:31
مدینہ منورہ	5:12	18:32
قادیان	5:13	18:38
ربوہ	4:53	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:27	18:06